عورتوں کے مسائل پر علمااور روشن خیالوں کا کم از کم نکات پر اتحاد وقت کی اہم ضرورت ہے

معاشرے کے حالات کو دیکھنے کے کی زاویے ہوتے ہیں، آکثر کے نزدیک ہم معاشی، اخلاقی، تعلیمیانحطاط کا شکار ہیں جبکہ بعض علما کے نزدیکیہ اچھی صورتحال ہے کیونکہم اسلامیانقلاب کے دھانے پر کھڑے ہیں

یہنظریاتی بحث ہر ملک میں کسی نہ کسی حد تک ہورہی ہوتی ہے اور فائدہ مند ہوتی ہے کیونکہدیکھنے میں یہی آیا ہے کے سچ آکثر کہیں درمیانمیں ہی ہوتا ہے۔بد قسمتیسے ہمارے ہاں بجاے حل ڈھونڈنے کے ایک دوسرے کو مارنے یا مر جانے کی صورتحال بن گی ہے ۔

عورتیںملک کی آدھی آبادی ہیں، ان کے حالات زندگی میں منفی یا مثبت کسی بھی تبدیلی کا اثر دراصل پورے معاشرے پر پڑتا ہے ۔

ہو یہ رہا ہے کے جب کسی عورت کے ساتھ شدید زیادتی ہوتی ہے جو کے اکثر ہوتی رہتی ہے اور سو میں سے کسی ایک بہادر عورت کے ظلم کے خلاف آٹھ کھڑے ہونے پر اگر اتفاق سے میڈیا اسے آٹھالیتا ہے، انسانی حقوق کی تنظیمیں حرکت میں آجاتی ہیں تو ہفتہ بھر کے بعد پولس ملزمان کو بچانے کی بھرپور کوشش کے بعد چند ملزمان کو گرفتار کر لیتی ہے۔لیڈروں کی طرف سے مذمتی بیانات آنے شروع ہو جاتے ہیں جسمیں بعض

یہ بھی ثابت کرتے ہیں کے اس پر ہونے والے ظلم میں وہ عورت یا بچی خود بھی ذمہدار رہے۔ ظاہر ہے اس بات پر بحث شروعہو جاتی ہے کے ملکی قوانیں مظلوم کے بجاے ظالم کیمدد کرتے ہیں، انہیں بدلا جاے تب ہمارے علما حرکت میں آتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کے اس ظلم کا اسلام سے کوئی

تعلقنہیں ہے اور قوانین چونکہ اسلامی ہیں اسلیے بدلے نہیں جا سکتے اور اسکے ذریعے اینجی آوز مغرب کا ایجنڈا مسلط نہ کریں۔دو چار مہینے کے بعد آہستہ آہستہ ملزمان ضمانتوں کے ذریعے رہا ہوتے جاتے ہیں ۔

کچھ ایسا ہو گیا ہے کے عورتوں کے حقوق روشن خیالوں کی ذمہداری بن گیے ہیں اور اپنی کمزور حیثیت کی وجہ سے کچھ کر کرا تو پاتے نہیں ہیں، علما کو کچھ ایسا ڈر ہے کے اگر ہم ذرا بھی پیچھے ہٹے تو پھر یہ سیلاب رکے گا نہیں۔ لیکن ماضی قریب میں ہمارے پاس ایک مثال موجود ہے جب چوہدری افتخار کی بحالی کی تحریک چلی تو مشرف کے لبرل جھنڈا آٹھانے کے باوجود علما سے لے کر تمام این جی اوز اس تحریک کا حصہ تھیں ۔

قبائلی اور جاگیردارانہ مائنڈ سیٹ کی وجہ سے عورتیں جس طرح کچلی جا رہی ہیں اسکا مداوا صرف کسی قانون میں تبدیلی سے نہیں ہو گا

جبکوئی اپنی بہن یا بیوی کو غیرت میں قتل کر دیتا ہے تو اہم یہ نہیں ہے کے اس نے قتل کیا بلکہ اہم یہ ہے کے اسکے گاوں کے تمام مرد کیا سوچتے ہیں، افسوس سے کہنا پڑتا ہے کے ان میں سے اکثر اس عمل کو ٹھیک سمجھتے ہیں۔ بہن یا بیوی سے محبت کے باوجود معاشرتی دباو کی وجہ سے اکثر قتل ہوتے ہیں۔ ملک میں موجود لبرلز اس مائنڈ سیٹ کو اکیلے نہیں بدل سکتے ۔

اگر پاکستان میں جمہوریت قائم رہتی ہے تو عورتوں کے ووٹ کی آہمیت فیصلہ کن ہے۔۔ علما کے لیے اس کو نظرانداز کرنا آسان نہیں ہے۔ علما کی بڑی اکثریت قبائلی اور جاگیردارانہ ذہنیت اور اسلام کے مکس کو اچھا نہیں سمجھتی ہے۔ یہ بلکل ممکن ہے کے اسلام کے روشن پہلو پر زور دیتے ہوے کم از کم نکات پر قومی اتفاق رائے بنایا جاے مثلا اسلام میں زنا کی سزا مرد اور عورت کے لیے برابر ہے تو اگر ہم معاشرتی طور پر یہ ممکن بنا پایں کے دونوں کو سزا برابر کی ملے تو ہم ایک طرح کا توازن قائم کر پاینگے۔ میری مراد صرف کوڑوں سے نہیں ہے بلکہ اس معاشرتی تضحیک سے ہے جو صرف عورت کا مقدر ہوتی ہے ۔

اسیطرح غیرت کے نام پر قتل پر یہ طے ہو جانا چاہیے کے یا تو صرف اور صرف قانون فیصلہ کرے گا یا عورتوں کو بھی اسی طرح کی صورتحال میں اپنے بیٹوں، بھائیوں اور شوہروں کو بھیقتل کرنا شروع کردینا چاہیے

۔ تو از نہی انتہای پسماندہ ذہنیت کے مردوں کو کچھ سکھاے گا

آجکی دنیا میں بہت سے معاشروں میں عورت کا مقام اس سے بہت بلند ہے جو اسلام ۱۴۰۰ اسو سال پہلے دے پایا تھا لیکن ہم کم از کم عورتوں کو وہی مقام دلا دیں